ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

موپساں اور پریم چند کے افسانوں میں تانیثی شعور کا تقابل

(COMPARISON OF FEMININE CONSCIOUSNESS IN THE FICTION OF MOPSAN AND PREM CHAND)

فائزہ مظہر علوی

اسکالر، ایم فل اُردو، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

سید ازور عباس

لیکچرر شعبہ اُردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

جویریہ ظفر

اسکالر، ایم فل اردو، ویمن یونیورسٹی ملتان

Abstract:

In this article a comparison between the fiction writing of Mopsan and Prem Chand with respect to feminism and feminine consciousness has presented. Mopsan's fiction represents the woman of west and Prem Chand's fiction represents the woman of east. Both of these writers have shown a deep feminine consciousness in their fiction to express the miseries of woman of west and east. Woman of western and eastern societies treat them with a non-human behavior, their social problems with respect to their personal problems has been represented by the writers with a deep observation of this patriarchal societies.

Keywords:feminine consciousness, western woman, eastern woman, socio-political rights, patriarchy

تانیثی شعور سے مراد یہ ہے کہ تانیثیت کے تحت اس تحریک کے مندرجات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مصنف نے کیا لکھا ہے کیا تانیثیت کا نظریہ افسانے کی فکر ہے؟ مصنف کے نقطہء نظر میں تانیثی شعور کی جھلک، تانیثیت جس طرح عورت کی حقیقی زندگی کو پیش کرتی اس کے سیاسی و سماجی اور معاشی مسائل پر بات کرتی ہے، افسانے میں عورت کا کردار اسی تانیثی شعور کا حامل ہوتا ہے۔

"تانیثیت ایک نیا فکری تصوّر ہے جو بیسویں صدی کے نصف کے بعد سے مغربی فکر اور تنقیدی تصورات میں روز بروز، اپنا دبا ؤڈالتا رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ، اپنی احتجاجی صورتیں بھی واضح کرتا جاتا ہے۔ احتجاج، ان معنوں میں کہ، مرد کی بنائی ہوئی سوسائٹی میں، نہ صرف یہ کہ عورتوں کو زندگی کے مواقع کم فراہم کیے جاتے ہیں بلکہ زندگی کی ارتقائی پیش قدمیوں میں، عورت کو یا تو پیچھے دھکیل دیا جاتا ہے یا اس کی کوششوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔"(۱)

مغربی اور مشرقی تانیثیت میں یہی احتجاجی رویہ عورت کے حقوق کی پاسداری کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ موپساں فرانسیسی ادیب تھا۔ جو افسانہ نگار، ناول نگار، ڈرامہ نگار، صحافی، شاعر اور سفر نامہ نگار کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ گاے دی موپساں ۳۰ سال کی عمر میں ادبی منظر نامے پر اُبھرا اور بارہ سال میں وافر ادبی ذخیرہ اپنی میراث میں چھوڑا۔ موپساں کو جدید افسانے میں حقیقت نگاری اور فطرت نگاری کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ موپساں نے اپنے شاہکار افسانوں کی بدولت ادبی دنیا میں بہت نام کمایا۔ اس کے ۱۶ افسانوی مجموعے شائع ہوئے۔ اس کی تمام تصانیف کے درجن بھر ایڈیشن شائع ہوئے اور شائع ہوتے ہی ہاتھوں ہاتھ بک جاتے۔ موپساں کی تحریروں کے تراجم دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں ہوئے۔ اردو میں موپساں کے افسانوں کا پہلا ترجمہ طاہر قریشی نے 'سحر فرانس' کے نام سے کیا۔ جو پہلے صلاح الدین احمد کے 'ادبی دنیا' اور پھر بعد میں کتابی صورت میں شائع ہوا۔ موپساں کے افسانوں کے کئی انتخاب مختلف زبانوں میں شائع ہوئے۔

موپساں کو جدید افسانے میں حقیقت نگاری کا نمائندہ افسانہ نگار سمجھا جاتا ہے۔ موپساں کے افسانوں میں جہاں جنسی حقیقت نگاری موضوع کے طور پر نمایاں ہے وہیں تانیثی حوالے سے مغربی عورت کی زندگی کی حقیقتوں کو عیاں کرتے نظر آتے ہیں۔ عورت کے جذبات واحساسات اور ضروریات کے پیش نظر وہ کسی کو الزام ٹھہراتے نظر نہیں آتے بلکہ مغربی عورت اپنی زندگی کے فیصلوں میں یکتا بھی دکھائی دیتی ہے۔ مگر ان فیصلوں کے پسِ پردہ محرکات معاشرتی رویے، زندگی کی کچھ تلخ حقیقتیں ہیں۔ اس ضمن میں موپساں کے چار افسانے 'یتیم'، 'بیسوا'، 'میراث' اور 'قیمت خواہ کچھ بھی ہو' نمائندہ افسانے ہیں۔

افسانہ '**یتیم**' کی فکر کا محور عورت کے سماجی مقام و مرتبہ اور اہمیت کے فقدان کے باعث، ایک ایسی خاتون کی زندگی ہے۔ جو غیر شادی شدہ ہے۔ بچپن میں اس کا جسم جل گیا تھا جس کے باعث اس نے شادی نہیں کی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اس سے اس کی جائیداد کی خاطر شادی کرے۔ وہ اپنی پڑوسن کی وفات کے باعث اس کا بچہ گود لیتی ہے۔ اس افسانے کی فکر دراصل اس عورت کا معاشی

استحکام اور جائیداد کا لالچ اور سماجی ناقدری بھی ہے۔ جس نے یتیم لڑکے کی پرورش کی، اخلاقی طور پر اسے مضبوط کرنے کے لیے اس کے ناجائز فرمائشوں کو قبول نہ کیا اور جن انجانے خدشات سے وہ دوچار تھی اسی کے باعث لڑکے کے ہاتھوں سوغس کا قتل ہو گیا۔ جسے وہ اپنے بیٹے کی طرح چاہتی تھی۔

"آپ کو پتا ہے وہ مجھے صبح سے لے کر شام تک دیکھتا رہتا ہے۔ وہ ایک لمحے کے لیے بھی مجھ سے اپنی آنکھیں نہیں ہٹاتا۔ بعض اوقات میں ڈرتی کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں چیخ چیخ کر پڑوسیوں کو مدد کے لیے بلاؤں لیکن میں ان سے کیا کہتی یہی کہ بس وہ مجھے دیکھتا رہتا ہے۔" (۲)

اس افسانے کا موضوع اکیلی عورت کی غیر محفوظ زندگی ہے۔ یتیم لڑکے کو معاشرے میں مرد کی علامت کے طور پر دکھایا گیا ہے کہ عورت کا احسان کوئی مول رکھتا، مول ہے تو صرف اس کی وراثت کا، اس کی جائیداد کا، عورت معاشرے میں اپنوں اور غیروں کسی کے ہاتھوں بھی محفوظ نہیں ہے۔ یتیم لڑکے نے اپنے علم و فن کی بنا پر سارے گاؤں والوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا کہ میں سوغس کے قتل کی اس لڑکے کے خلاف گواہی دینے کو کوئی تیار نہیں تھا۔ سوغس کو اپنی سماجی اہمیت نا ہونے کا پتہ تھا اسی لیے وہ کسی کو کچھ کہہ نہیں پاتی کیونکہ وہ عورت ہے۔ اس کے نامعلوم خطرات کا یقین، اس کے معاشرے کے لوگ نہیں کریں گے۔ عورت کے خدشات کو کوئی سنجیدہ نہیں لیتا کیونکہ عورت کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا۔ اس کا قتل ہو جانا بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ یہ معاشرے میں عورت کے سماجی مقام و مرتبے کے غیر اہم ہونے کا المیہ افسانہ ہے۔

'بیسوا' افسانے کی فکر مغربی معاشرے میں مرد کی اپنی گھریلو زندگی سے لاپروائی، مردوں کا عورت کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا۔ کے تحت ایک ایسی عورت کی کہانی ہے، جس کے گھر والے کسی وبا میں مر گئے، بڑا بھائی ڈیوکلس بحری بیڑے پر کام کے لیے چلا گیا اور کئی سال تک اپنے گھر والوں کی خبر نہ لی۔ یہ کہانی مغربی معاشرے کے مرد پر تنقید ہے جو اپنی ذمہ داریوں کو پس پشت ڈال کر عیاشیوں میں مصروف ہے اور اس کے گھر کی عورت پیٹ پالنے کی خاطر جسم فروشی پر مجبور ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے گھریلو معاملات سے اپنے خونی رشتوں سے اتنا بے خبر رہتا ہے کہ اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ اپنی بہن کو اپنی محبوبہ سمجھ کر اس سے کس قسم کے تعلقات استوار کر رہا ہے۔ اس کی معاشی مجبوری کے باعث نہ جانے کتنے لوگوں کے ہاتھوں اس کا جنسی استحصال ہوا۔ اس کی عصمت دری ہوئی، مگر اس کا بھائی بے خبر رہا اور ماں، باپ اور چھوٹے بھائی کے مر جانے پر وہ اکیلی رہ گئی۔ یہاں تک کہ اس کی تدفین کے لیے پیسے تک نہ تھے اور پھر قرض لے کر اس ذمہ داری کو نبھایا۔

"کیمسٹ اور ڈاکٹر کے پیسے نیز تدفین کے خرچے کا قرض میں نے گھر کا ساز و سامان فروخت کر کے ادا کر دیا۔ لہٰذا خود مجھے اس عمر رسیدہ اور لنگڑے کیاک کی ملازمت کرنا پڑی جس سے تم بھی واقف ہو۔ وہ ایک عرصہ تک وحشت و بربریت کا کھیل کھیلتا میری عصمت دری کرتا رہا ان دنوں میں ٹھیک پندرہ برس کی تھی۔" (۳)

اپنے بھائی کی تلاش میں نہ جانے کس کس شہر کی ٹھوکریں کھاتی یہ کم سن لڑکی جسے اس کے بھائی نے پہچانا ہی نہیں۔ یہ افسانہ معاشرتی بے حسی، عورت کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھانا، عورت کے حقوق کی پامالی، عورت کے اپنے خونی رشتوں کی بے حسی کا نوحہ ہے۔ عورت کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھا کر اس کا جنسی استحصال کرتا یہ معاشرہ اور اس کی سب سے بڑی وجہ اس کے خونی رشتوں کی حالات سے بے خبری اور لاپروائی افسانے کی پس پردہ فکر ہے۔ مغربی معاشرہ اس قسم کی پیچیدہ صورتحال سے دوچار رہا ہے اور یہ افسانہ اسی حالت کا نمائندہ ہے۔

'میراث' افسانے کی فکر کے پس پردہ شوہر کا بیوی پر شک اور اسے اپنے معاشی استحکام کے لیے استعمال کرنا، عورت کا جذباتی استحصال اور وقار مجروح کیا جانا، کے تحت ایک ایسے شادی شدہ جوڑے کی کہانی ہے، جو شہر کے امیر ترین شخص واڈک کے دوست ہیں۔ مرنے سے پہلے واڈک نے سربس کی بجائے اس کی بیوی ہارٹس کے نام تمام تر جائیداد کر دی۔ جس پر سربس اپنی بیوی پر شک کرنے لگا کہ اس کی بیوی کے واڈک کے ساتھ تعلقات تھے۔ دوست ہم دونوں اس کے تھے، مگر میری بیوی کے نام جائیداد کیوں کی ایسے میں مرد کی غیرت، حاکمانہ طبعیت، شکی مزاج رویہ اس کی بیوی کو بھگتنا پڑا۔

"کیا تم واڈک کی محبوبہ تھیں؟۔۔۔

اب اس سے انکار مت کرو کوئی مرد اپنی تمام وراثت یوں ہی کسی عورت کے لئے نہیں چھوڑ جاتا سوائے اس کے کہ۔۔۔۔" (۴)

شوہر کے شک کے باعث جب ہارٹس نے جائیداد لینے سے انکار کر دیا تو شوہر کا لالچ سامنے آیا۔ اسے اپنی غیرت کا خیال بھی تھا اور دولت بھی چاہیے تھی۔ بیوی سے ایک لمبی تفتیش کرنے کے بعد اور اسے جھوٹا قرار دینے کے بعد اصرار کرنے لگا کہ واڈک کی آدھی جائیداد سربس کے نام کرے تا کہ لوگ باتیں نہ بنائیں۔ جبکہ بیوی کا اصرار ہے کہ اسے یہ جائیداد نہیں چاہیے۔

"اگر ہم اس میراث کو آپس میں تقسیم کر لیں تو ہمیں ایسا محسوس ہو گا کہ ہمارے دوست ان دونوں میں کوئی فرق نہیں سمجھتا تھا اور اب موت کے بعد بھی وہ ہم دونوں سے ایک جیسی محبت کرتا ہے۔۔۔۔ اب مجھے یقین ہے کہ یہ سب کچھ اس نے عورت کے احترام میں کیا جیسے وہ تحفے وغیرہ بھی تمہارے لئے ہی لاتا تھا اور اب جائیداد بھی تمہیں ہی دے گیا۔" (۵)

یہ افسانہ گھریلو اور سماجی مسائل کا موضوع ہے۔ جس میں عورت اپنے مرد کے حاکمانہ تسلط کا شکار ہے۔ مرد پہلے اس کے کردار پر شک کرتا ہے، مگر اپنے معاشی استحکام کی خاطر کچھ بھی کرنے کو تیار ہے۔ بیوی کی بات کی اس کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔ وہ ہر صورت اپنی بات منوانا چاہتا ہے اور ساتھ ہی اپنی بیوی کو طنز کا نشانہ بنا رہا ہے۔ عورت کے جذباتی و احساساتی استحصال اور نفسیاتی کشمکش کا حوالہ یہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

افسانہ عورت کی بے قدری کو نمایاں کر رہا ہے۔ مرد ایک طرف تو اپنی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بیوی کی عزت نفس پامال کر رہا ہے اور دوسری جانب اسے اپنے معاشی استحکام کے لالچ کے حصول کا ذریعہ بھی بنا رہا ہے۔ مرد اپنی ذاتی مفادات کی خاطر سمجھوتہ کر لیتا ہے اور اس میں عورت کے ذاتی حقوق کی پامالی سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

'قیمت خواہ کچھ بھی ہو' اس افسانے کی فکر کے پیچھے انتہا پسند تانیثیت کا اثر کار فرما ہے۔ اس کا موضوع مادام اوریئلی کی حد سے زیادہ کنجوس طبیعت ہے۔ اس افسانے میں گھر کے تمام معاملات مادام کے زیرِ اثر ہیں۔ وہ پیسے کا استعمال حد سے زیادہ سوچ سمجھ کر کرتی ہے۔ یہاں تک کہ شوہر کو جیب خرچ بھی خود دیتی ہے تو اس سے سو طرح کے سوالات کرتی ہے۔ ان کی اولاد نہیں ہے اس کے باوجود اسے لگتا ہے کہ ضرورت کے لئے کچھ نہ کچھ بچا کر رکھنا چاہیے۔ شوہر کو چھتری خرید کے دینے کے معاملے پر گھر میں اتنا ہنگامہ کیا اور نئی چھتری کے ذرا سے جل جانے پر شوہر کو تنبیہ کرتی ہے کہ اب نئی چھتری نہیں ملے گی۔ عورت کی حاکمیت انتہا پسند تانیثیت کے زیرِ اثر نظر آ رہی ہے۔

"تم جنگلی ہو۔۔۔اس کی بیوی نے چیخ کر کہا۔ یہ تم نے جان بوجھ کر کیا ہے۔ مگر میں اب تمہیں کوئی دوسری چھتری نہیں دوں گی۔"(٦)

یہ افسانہ دراصل مغربی عورت کے دوسرے رخ کو پیش کر رہا ہے کہ گھر کا کنٹرول رکھنے والی عورت کس طرح کی سوچ کی حامل ہوتی ہے۔ اس کا رعب و دبدبہ ملازمہ پر بھی ہے شوہر پر بھی ہے۔ وہ اپنی جیب سے ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرنا چاہتی۔ بس پیسے جمع کر کے رکھے جاتی ہے اور جب انشورنس کمپنی والے چھتری کے کپڑے کے لئے پیسے دینے پر رضامندی ظاہر کرتے ہیں تو کھلے دل سے پیسہ خرچ کرتی ہے۔ یعنی خود کے پیسے خرچ کرنے میں مسئلہ مگر دوسرے کے پیسے خرچ کرنے میں اسے کوئی دقت نہیں۔ ایسی عورت کو تانیثی حوالے میں پیش کیا ہے جو مرد کی حاکمیت کی نہیں بلکہ عورت کی حاکمیت کی قائل ہے۔ اس حوالے کو ریڈیکل یا انتہا پسند تانیثیت کے زمرے میں رکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ گھریلو معاملات ہوں یا گھر سے باہر کے کسی کام میں بھی مرد کی مداخلت برداشت نہیں کرتی۔

موپساں کے افسانوں میں مغربی عورت کے مسائل کم بیش وہی ہیں، جو تانیثیت کی تحریک میں سامنے آئے۔ عورت کا جنسی استحصال، معاشی استحصال، مردانہ تسلط، سماجی مقام و مرتبہ، بحیثیت انسان اس کی بات کی کوئی وقعت نہیں بلکہ اسے انسان سمجھا ہی نہیں جاتا۔ یورپ کے قحبہ خانوں میں کاروبار کے طور پر عورت کا استعمال کیا جانا، عورت کے حقوق کی پامالی، اسے اپنی ذات کی ہی آزادی حاصل نہیں کہ وہ جو چاہے کر سکے۔ اس عورت کو بات کرنے سے پہلے سوچنا پڑتا ہے کہ کوئی اس کی بات کا یقین کرے گا بھی کہ نہیں۔ عورت پر اعتماد اور خود دار نہیں ہے، عورت پر اعتماد نہیں کیا جاتا سماجی فرد کی حیثیت سے اسے اہمیت حاصل نہیں ہے۔ موپساں نے اپنے افسانوں میں زیادہ تر موضوع عورت کو ہی بنایا ہے۔ موپساں کے افسانے اس دور کی تانیثیت کو پیش کرتے ہیں جو اپنے ابتدائی مراحل میں تھی۔

منشی پریم چند کو اردو ادب میں جدید افسانے کا نقطہ آغاز سمجھا جاتا ہے۔ پریم چند ادب برائے زندگی کے قائل تھے۔ وہ ادب کی تخلیق میں کسی مقصد کے ہونے کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں عورت کو بھی اس کی حقیقی زندگی کی الجھنوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ خاص طور پر جاگیردرانہ نظام کے ماتحت دیہی عورت کو کن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے خواب کس طرح اس معاشرے کے نام نہاد مردانہ تسلط کے پاؤں تلے روندے جاتے ہیں۔ ایک عورت اپنے حق کے لئے کس طرح آواز اٹھاتی ہے وہ اپنی زندگی سے محرومیوں کو ختم کرنے کی خواہاں ہے۔ پریم چند کے ہاں زندگی کی یہ حقیقت اپنی اصلی حالت میں نظر آتی ہے۔ اس میں کوئی رنگینی یا بناوٹ نہیں ہے۔ وہ اپنے افسانوں میں جاگیردرانہ نظام کو بھی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور سرمایہ دارانہ نظام کو بھی۔ پریم چند اپنے دور کی حقیقی اور واضح تصویر کشی کرتے ہیں۔

جس دور میں پریم چند افسانہ نگاری کر رہے تھے یہ بیسویں صدی کا آغاز تھا اور یہ وہ دور تھا جب دنیا بھر میں تانیثیت کا چرچا تھا۔ ہر ادیب تانیثیت کو موضوع بنا رہا تھا۔ ۱۹۲۰ء کا انقلابِ روس اور اس کے بعد ترقی پسند تحریک کا برصغیر میں آغاز تانیثیت کے ضمن میں بھی ایک نیا دور تھا جبکہ اس سے پہلے بھی عورتوں کے مسائل اور حقوق کے حوالے سے ادب تخلیق ہو رہا تھا۔ بطور خاص عورتوں نے معاشرے میں صنفی امتیازات کو موضوع بنایا۔ مرد بھی اس حوالے سے لکھ رہے تھے اور خاص طور پر دیہاتی عورت کی زندگی ان کے قلم کی زد میں تھی۔ پریم چند نے بھی مشرقی عورت کو اس کی استحصال زدہ زندگی کے پیرائے میں پیش کیا۔ اس حوالے سے پریم چند کے افسانے، 'بد نصیب ماں'، 'کسم'، 'کفن' اور 'گھاس والی' نمائندہ افسانے ہیں۔ ان افسانوں میں صرف نظری حوالہ نہیں بلکہ عورت کو تانیثیت کے تحت عملی پیرائے میں اپنے حق کے لیے آواز اُٹھاتے ہوئے بھی دکھایا گیا ہے۔

'بد نصیب ماں' ایک ایسا افسانہ ہے، جس کی فکر کے پس پردہ عورت کا معاشی مسائل اور وراثت میں ملکیت کا مسئلہ موجود ہے۔ کہانی میں پھول متی شوہر کے مر جانے کے بعد بیٹوں کے ہاتھوں نہ صرف معاشی استحصال کا نشانہ بنتی ہے بلکہ اس کی بیٹی بھی اپنے بھائیوں کے ہاتھوں اپنے حقوق کی پامالی برداشت کر رہی ہے۔ جبکہ شوہر کے زندہ ہوتے ہوئے یہی پھول متی گھر پر راج کرتی تھی۔ اب نہ صرف بیٹوں نے تمام جائیداد پر قبضہ کر لیا بلکہ بہن کی شادی بھی اس کی مرضی کے خلاف صرف دولت کے لالچ میں ایک عمر رسیدہ شخص سے کروا دی۔ ماں بیٹوں کے سامنے اپنے اور اپنی بیٹی کے حق کے لیے کھڑی ہوئی تو بیٹوں کا جواب ماں کے جذبات اور ممتا کو روندتا چلا گیا۔

"اماں کمد ہماری بہن ہے اور ہم اپنے مقدور بھر کوئی ایسی بات نہ کریں گے جس سے اسے نقصان ہو لیکن حصے کی جو بات کہتی ہو تو کمد کا حصہ کچھ نہیں ہے۔ دادا جب زندہ تھے تب اور بات تھی۔"(٧)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

"یہ قانون ہے کہ گلے پر چھری پھیرنا ہے۔ تمہارے دادا ایسے کوئی دھنا سیٹھ نہ تھے۔ میں نے پیٹ اور تن کاٹ کاٹ کر یہ روپے جمع کیے ہیں۔ نہیں تو آج اس گھر میں ڈھول اڑتی ہوتی۔ گھر ہی کہاں ہوتا۔ میرے جیتے جی تم میرے روپے چھو نہیں سکتے۔ میں نے تم چاروں کی شادی میں دس ہزار خرچ کیے ہیں۔ تمہاری پڑھائی میں بھی پانچ پانچ ہزار سے کم خرچ نہ ہوئے ہوں گے۔ کمد بھی تو میرے ہی پیٹ سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کی شادی میں بھی دس ہزار خرچ کروں گی جو کچھ بچے گا وہ تم لے لینا۔"(۸)

ماں نے اپنے اور اپنی بیٹی کے حق میں آواز ضرور اُٹھائی مگر کچھ نہ کر سکی کہ وہ تو اپنے حق سے ہی محروم کر دی گئی۔ وہ جو کبھی اپنے گھر کی سربراہ تھی۔ آج نوکرانیوں کی حیثیت سے بھی کم تر تھی۔ اس افسانے میں عورت کی جائیداد میں وراثت، معاشی استحصال اور صنفی امتیازات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ جسے مارکسی تانیثیت کے زمرے میں رکھا جاسکتا ہے۔ دوسرا رخ اس افسانے کا یہ بھی ہے کہ سماج اس حوالے سے کیا نقطۂ نظر رکھتا ہے پھول متی کے صرف چار بیٹوں کا ہونا اس کی خوش قسمتی ہے۔ معاشرے کے افراد گھر میں چار مردوں کے ہونے کو کسی گھر کی خوش نصیبی جانتے ہیں جبکہ وہ حالات و واقعات سے بر عکس مردانہ حاکمیت اور معاشرے میں صنفی امتیازات کی حوصلہ افزائی کر رہے ہوتے ہیں۔

'کُسّم' افسانے کا فکری پہلو بھی عورت سے مرد کا معاشی استحکام حاصل کرنا اور سماجی اقدار کو تنقید کا نشانہ بنانا ہے جو عورت کے حقوق اور اس کی خودداری کی تربیت میں آڑے آتا ہے۔ کُسّم ایک ایسی لڑکی کی کہانی ہے جو شادی کے بعد سسرال تو گئی مگر اگلے ہی روز شوہر نے واپس گھر بھیج دیا۔ ایک سال تک اپنے گھر میں پڑی رہی۔ شوہر کو کئی خط لکھے، اس کی منت سماجت کرتی ہے، اسے پوچھتی ہے کہ آخر اس کی غلطی کیا ہے، جس کی سزا اسے مل رہی ہے۔ مگر شوہر اس کے کسی بھی خط کا جواب تک نہیں دیتا۔

"میرے گورو آپ ہیں، میرے حاکم آپ ہیں۔ مجھے اپنے قدموں سے جدا نہ کیجئے۔ مجھے ٹھکرائیے نہیں۔ میں محبت اور خدمت کے پھول لئے عصمت اور وفا کی نذر دامن میں بھرے پجارن کی طرح آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔۔۔۔ میں آپ کے رحم کے لائق ہوں۔ کتنی نحیف، کتنی بے زبان، کتنی حقیر۔۔۔"(۹)

یہاں عورت کو مشرقی اقدار کے لبادے میں دکھایا گیا ہے کہ عورت چاہے کتنی بھی پڑھی لکھی اور سلیقہ شعار کیوں نہ ہو اسے اپنے شوہر کا ساتھ، وفا اور نظر التفات چاہیے ہوتی ہے۔ وہ ہر طرح سے شوہر کی وفادار رہتی ہے۔ اپنی حقوق سے بے بہرہ وہ شوہر کی خوشی کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار ہے۔ وہ سوال نہیں اٹھاتی بلکہ ایک داسی کی طرح منت سماجت کرتی ہے کہ اسے ٹھکرایا نہ جائے۔ اس افسانے میں کسّم کا رشتہ دار ایک مرد کردار جوان تمام حالات سے واقف ہے۔ اس کا تانیثی نقطہ ٔ نظر بھی جھلکتا ہے جو عورت کے حقوق کے حصول کے حق میں اور پامالی کے خلاف ہے۔ وہ کسّم کو ہمت اور حوصلہ دلاتا ہے کہ اسے اتنا زیادہ ظلم برداشت نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس میں خوددار اور پُراعتماد ہونا چاہیے۔ ٹھیک ہے کہ شوہر کی خدمت اس کا دھرم ہے، فرض ہے، لیکن عورت کو بار بار دھرم اور قربانی کا سبق پڑھا کر اس کی خوداعتمادی اور خودداری کا خاتمہ نہیں کرنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کسّم کی خاطر جب اس کے شوہر سے ملے تو معلوم ہوا کہ وہ ایک لالچی شخص ہے۔ جس کی نظر کسّم کے پیسے اور جائیداد پر ہے۔

"کیا سسر صاحب مجھے انگلینڈ نہ بھیج سکتے تھے۔ ان کے لیے دس پانچ ہزار روپے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔"(۱۰) کسّم کو احساس ہوا کہ وہ کسی کاروبار کی حیثیت نہیں رکھتی کہ شوہر پیسوں کی وجہ سے قبول کرنے پر رضامندی ظاہر کرے۔ اس نے ماں باپ کو پیسے بھیجنے سے انکار کر دیا اور کہا کے ایسے شوہر کا روٹھے رہنا ہی اچھا ہے، جو اتنا حریص، خود غرض اور دنیا پرست ہے۔ میں تنہا رہ لوں گی مگر ایسے شخص کے ساتھ ہرگز نہیں۔ کسّم میں اب خودداری اور پرُاعتمادی نے مایوسی اور حسرت کی جگہ لے لی تھی۔ یہ افسانہ دراصل اس نقطہ ٔ نظر کا حامی ہے کہ مشرقی عورت کو کیسا ہونا چاہیے۔ شوہر سے وفاداری اور محبت ضرور ہو، مگر اپنی خودداری اپنے حق اور عزت نفس پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔ عورت اپنی زندگی کی ذمہ دار خود بھی ہے۔

'کفن' افسانے کی فکر عورت کی قربانیوں، اس کی بے قدری، مرنے کے بعد بھی اس کے حق کا مارا جانا اور اس کی سماجی اہمیت پر سوال کرتا المیہ افسانہ ہے۔ یہ ایک عورت بدھیا کی کہانی ہے۔ جس کے معاشی استحصال کا ذمہ دار اس کا شوہر اور سسر ہے۔ بدھیا خود اپنی ساری زندگی لوگوں کی غلامی کرتی رہی۔ کما کما کر ان دونوں آلسیوں کا پیٹ بھرتی رہی اور جب وہ مر گئی تو کفن کے لیے گاؤں کے چوہدری نے ترس کھا کر جو پیسے دیئے وہ گھیسو اور مادھو نے شراب پینے اور کھانا کھانے میں اڑا دیئے۔ جس نے ساری زندگی ان دونوں کے لئے محنت کی، وہ مر گئی تو اسے کفن بھی نصیب نہ ہوا۔ اس کے کفن کا حق بھی اس کا شوہر اور سسر کھا گئے۔ یہ افسانہ معاشرتی بے حسی کا افسانہ ہے۔ یہ مشرقی عورت کی فطرت کا بیان ہے کہ ازل سے قربانی دینا اس کی سرِشت میں شامل ہے۔ عورت کا حق مارا جا رہا ہو، تو بھی اس کے خلاف آواز نہیں اٹھاتی سماج میں اس عورت کی حیثیت اور مقام ہی نہیں کہ لوگ اس کی مظلومیت اور حقوق کی پامالی کے خلاف بول سکیں۔ پریم چند نے دیہاتی زندگی میں بطورِ خاص اس المیے کو تانیثی فکر کے تحت پیش کیا ہے۔

'گھاس والی' افسانے کی فکر میں آزاد خیال تانیثی فکر ملتی ہے۔ دیہاتی عورت اپنے مرد کے شانہ بشانہ گھر سے باہر نکل کے کام کرنے میں حرج محسوس نہیں کرتی ہے۔ اپنی حفاظت کے لیے مرد کی محتاج نہیں ہے اور اپنے حق کے لیے خود لڑتی ہے اور اس میں کامیاب بھی رہتی ہے۔۔ ایک عورت ملیا کی کہانی ہے جو ایک چمار کی بیوی ہے۔ لیکن بہت خوبصورت ہے اور گاؤں کے ٹھاکر کا بیٹا اسے ہراساں کرتا رہتا ہے۔ اس کا راستہ روکتا ہے۔ پہلے تو ملیا خوف زدہ رہتی ہے مگر پھر اپنے حق کے لیے خود لڑتی ہے۔ بے شک وہ چمارن ہے نیچ ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر ایک انسان ہے اور عورت ہونے کے ناطے کسی کو حق نہیں کہ اس کی چھوٹی ذات کے باعث جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے۔ ملیا چین سنگھ کے سامنے ڈٹ کر کھڑے نظر آتی ہے اور اسے شرمندگی کا احساس بھی دلاتی ہے اور اسے راہِ راست پر

لانے میں کامیاب بھی رہتی ہے۔ پریم چند کے افسانے کی مشرقی عورت اس بات کی نمائندہ ہے کہ معاشرے میں عورت کا مقام و مرتبہ کیسا ہونا چاہیے۔ مصنف کے تانیثی شعور کے پس پردہ یہی فکر کارفرما ہے کہ عورت کو عورت کی حیثیت میں خود کو کمزور نہیں بلکہ پُر اعتماد، خود دار اور مضبوط شخصیت کی حامل ہونا چاہیے۔ تانیثیت کے تحت جس بات کو بنیاد بنایا گیا کہ عورت نہ صرف اپنی ذات سے بے خبر ہے بلکہ اس سماجی و تہذیبی منظر نامے سے بھی نابلد ہے، جس کے جبر نے عورت کو ایک مجہول حقیقت میں بدل دیا ہے۔ عورت میں اپنا مقام حاصل کرنے اور اپنے حق کے لیے خود لڑنے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔ یہ معاشرہ جس طرح اس کا استحصال کر رہا ہے وہ نہیں ہونا چاہیے۔ پریم چند کے افسانوں کی عورت اپنے حقوق کی پامالی کے خلاف لڑتی نظر آتی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اس کے ساتھ کیا غلط اور کیا صحیح ہو رہا ہے۔ وہ آواز بلند ضرور کرتی ہے، کوشش کرتی ہے، کہیں سماج کی سوچ آڑے آجاتی ہے تو کہیں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ مشرقی تانیثیت کے تناظر میں یہ مشرقی عورت پریم چند کے افسانے میں تانیثیت کی نمائندگی کرتی نظر آتی ہے۔

موپساں اور پریم چند دونوں کے افسانوں میں تانیثی شعور کے حوالے سے استحصال زدہ عورت نظر آتی ہے۔ تانیثیت کے تحت عورت کے سماجی، معاشی، جنسی استحصال اور پدر سری نظام یا مردانہ حاکمیت کے تحت دونوں کے افسانوں میں عورت کی زندگی کو موضوع بنایا گیا ہے۔

موپساں اور پریم چند دونوں کے ہاں عورت کی جائیداد کے مسائل پر مشترکہ موضوع تانیثی فکر کے تحت موجود ہے۔ موپساں کے افسانے 'یتیم' میں جائیداد کے لیے عورت کا قتل اور پریم چند کے ہاں جائیداد اور دولت کے لیے عورت سے شادی اور پھر اسے گھر سے نکال دینا کا نمائندہ افسانہ 'کسّم' ہے۔ دولت اور جائیداد کی خاطر عورت کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے اس موضوع کے حوالے موپساں اور پریم چند دونوں کے ہاں موجود ہیں۔ موپساں اور پریم چند کے ہاں تانیثیت کا ایک حوالہ مغربی اور مشرقی عورت کے تناظر میں یہ بھی ہے کہ عورت کی فطرت میں نامعلوم خدشات اور خطرات کے احساس کا ادراک موجود ہے۔ عورت کی فطرت میں یہ چیز موجود ہے کہ وہ مرد کی نظر سے اس کے خیالات یا ارادوں کا پتہ لگا لیتی ہے۔ موپساں کا افسانہ 'یتیم' میں مس سوغس اُس یتیم لڑکے کی نظروں کے معنی سمجھ جاتی ہے اور ایک انجانے خوف میں مبتلا ہے۔ پریم چند کے ہاں 'گھاس والی' میں ملیا ٹھاکر کے بیٹے کے خیالات اور نظروں سے اس کی نیت کا ادراک رکھتی ہے۔ دونوں افسانوں میں عورتیں خوف زدہ نظر آتی ہیں۔ یہاں دونوں عورتوں میں اپنے وجود کے ہونے کا ادراک ہے۔

موپساں کے افسانہ ' میراث 'اور پریم چند کے افسانہ 'بد نصیب ماں' اور 'کسّم' میں مردانہ حاکمیت کا حوالہ موجود ہے۔ دونوں افسانوں میں مرد اپنی بیوی، ماں اور بہن سے معاشی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی مغربی اور مشرقی عورت میں تانیثی شعور کے تناظر میں معاشی استحکام کے لیے استعمال کیے جانے کا معاشرتی رویہ مشترک ہے۔ موپساں اور پریم چند کے افسانوں میں غالب حوالہ عورت کے معاشرتی مسائل سے زیادہ معاشی مسائل کا ہے۔ جائیداد اور وراثت کے مسائل اور اس مسئلے سے پیدا ہونے والے دیگر گھریلو اور سماجی مسائل کو موضوع بنایا گیا ہے۔ موپساں کے افسانوں میراث، بیسوا، یتیم اور پریم چند کے افسانوں بد نصیب ماں، کسّم، کفن میں معاشی مسائل کا غالب تناظر نظر آتا ہے۔

موپساں اور پریم چند کے ہاں تانیثی شعور کی پیشکش میں اور بطورِ خاص مشرقی اور مغربی اقدار کے تناظر میں عورتوں کے کردار کو مختلف انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ موپساں کے افسانوں میں مغربی عورت اپنے حق کے لیے آواز اُٹھاتی نظر نہیں آتی۔ اُس کا جنسی استحصال ہو رہا ہے، وہ مردانہ تسلط کا شکار ہے، وہ ساری زندگی مرد کی ضروریات پوری کرنے کے باوجود اسی کے ہاتھوں قتل ہو جاتی ہے۔ مگر اپنے حق کے لیے آواز نہیں اٹھاتی۔ افسانہ ' یتیم' مس سوغس، 'بیسوا' کی فرانسکوئس، 'میراث' کی ہارٹس، جبکہ پریم چند کے ہاں مشرقی عورت کا کردار مضبوط اور اپنے حق کے لئے لڑنے کا خواہاں ہے۔ پھول متی، کسّم، ملیا اس حوالے میں اہم کردار ہیں۔ اس کے اچھے نتائج بر آمد ہوں یا نہ ہوں وہ اپنے حق کے لیے بولتی ضرور ہے۔ 'بد نصیب ماں' میں پھول متی کا کردار

"یہ قانون ہے کہ گلے پر چھری پھیرنا۔۔۔ میرے جیتے جی تم میرے روپے چھین نہیں سکتے۔ میں نے تم چاروں کی شادی میں دس دس ہزار خرچ کیے ہیں۔۔۔۔ کمد بھی تو میرے پیٹ سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کی شادی میں بھی دس ہزار روپے خرچ کروں گی جو کچھ بچے گا وہ تم لے لینا۔"(۱۱)

موپساں کے افسانوں میں عورت جنسی استحصال کا شکار ہے۔ مرد کے ہاتھوں ہراساں ہوتی ہے مگر مجبور ہے کچھ نہیں کر سکتی۔ وہ ایک مرد سے چھٹکارا پاتی ہے تو دوسرے کا شکار بن جاتی ہے۔ افسانہ 'بیسوا' کی فرانسکوئس، جس کی مجبوری کا فائدہ لوگ اُٹھاتے ہیں۔

"مجھے کوئی بھی کام میسر نہ آیا اور چارو ناچار مجھے بھی دوسری لڑکیوں کی پیشہ ور عورت کا روپ دھار کر مختلف قحبہ خانوں کی زینت بننا پڑا۔"(۱۲)

جبکہ پریم چند کے ہاں گھاس والی کی ملیا مرد کے برابر کھڑے ہو کر اسے شرمندہ کرتی نظر آتی ہے۔ جو اسے ہراساں کرتا ہے۔ وہ اپنے نیچ ذات ہونے کا فائدہ کسی کو اٹھانے نہیں دیتی۔

"ملیا کے لبوں پر ایک حقارت آمیز تبسم نمودار ہو گیا۔ بولی اگر اسی طرح مہابیر تمہاری عورت کو چھیڑتا تو تمہیں کیسا لگتا؟ تم اس کی گردن کاٹنے پر تیار ہو جاتے کہ نہیں۔"(۱۳)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

موپساں کے افسانوں میں تانیثی شعور کی فکر یورپ کے ڈارک ایج کے دور کی ہے۔ جب عورت کا سماج میں کوئی مقام و مرتبہ نہ تھا۔ اسے ہر طرح کے فائدے کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا۔ جبکہ پریم چند کے ہاں تانیثی شعور کی فکر اس دور کی ہے۔ جب ہندوستانی معاشرے میں عورت کو حقوق تو حاصل تھے مگر ان پر عمل درآمد نہیں کروایا جاتا تھا۔ معاشرتی اقدار کے تحت مشرقی عورت جہاں استحصال کا شکار ہے۔ وہیں اپنے حق کے لئے لڑتی بھی نظر آتی ہے۔ موپساں کے افسانوں میں تانیثی شعور کے تحت عورت کی زندگی کے حوالے سے کوئی نقطہء نظر واضح نہیں ہے۔ جبکہ پریم چند کے ہاں تانیثیت کی تحریک کے تحت عورت کو کیسا ہونا چاہیے کا حوالہ ضرور ملتا ہے۔ ان کے ہاں تانیثی فکر اور تانیثی شعور واضح ہے۔ مگر اس کے حق یا مخالفت میں کوئی واضح نقطہء نظر موجود نہیں ہے۔ یہاں پریم چند کے ہاں نسائی شعور نظر آتا ہے۔ جس کے تحت وہ عورتوں کے مسائل کو اُجاگر کرتے ہیں۔

"مانا کے تم عورت ہو اور حال کے رواج کے مطابق مرد کو تمہارے اوپر ہر طرح کا اختیار ہے لیکن اس حد تک انکسار کیا معنی؟ عورت کو خود دار ہونا چاہیے۔ اگر مرد اس سے بے اعتنائی کرتا ہے تو اسے بھی چاہئے کہ اس کی بات نہ پوچھے۔ عورتوں کو دھرم، فرض اور تیاگ کا سبق پڑھا پڑھا کر ہم نے ان کی خودداری اور خود اعتمادی دونوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔"(۱۴)

موپساں کے افسانوں میں انتہا پسند تانیثیت کی فکر بھی نظر آتی ہے۔ جہاں عورت مرد پر حکم چلاتی ہے اور ہر معاملے میں اسے اپنے حکم کے تابع رکھنا چاہتی ہے۔ 'قیمت خواہ کچھ بھی ہو' کی مادام اوریئلی اس حوالے سے نمائندہ کردار ہے جبکہ پریم چند کے ہاں مشرقی عورت کو آزاد خیال تانیثیت کے زمرے میں دکھایا گیا ہے۔ جہاں وہ مرد کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہتی ہے۔ اس حوالے سے کسّم اور گھاس والی ملیا کا کردار اہم ہے۔ کسّم اپنے شوہر کا ساتھ پا کر اس کی مدد سے اپنے آپ کو بدلنا چاہتی ہے۔ گھاس والی ملیا معاشی حالات کو بہتر کرنے کے لئے اپنے مرد کے شانہ بشانہ گھر سے باہر نکل کر کام کرتی ہے۔ موپساں کے ہاں مغربی عورت کو خوف زدہ دکھایا گیا ہے۔ مرد کی نیت جانتے ہوئے بھی وہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر بولنے کی ہمت نہیں رکھتی۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ گھریلو معاملات اور جائیداد پر عورت کا کنٹرول ہے۔ پھر بھی وہ خوف زدہ ہو کر اپنا ہی گھر چھوڑنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور بالآخر قتل کر دی جاتی ہے۔ 'یتیم' افسانے میں سوغس اس حوالے سے نمائندہ کردار ہے۔ جبکہ پریم چند کے افسانے کی مشرقی عورت مرد کی نیت جانے کے بعد خوف زدہ تو ضرور ہوتی ہے مگر مرد کو خوف کا احساس دلانے کی بجائے اس کے مدِمقابل کھڑے ہو کر اسے بتاتی ہے کہ وہ کمزور نہیں ہے۔ اس کی نیت کا ادراک رکھتی ہے۔ اور کسی صورت اس کے اثر میں نہیں آئے گی۔ گھاس والی ملیا اس حوالے سے نمائندہ کردار ہے۔ اپنی نچلی ذات کو اپنی کمزوری نہیں بناتی۔

"میں چمارن ہو کر بھی اتنی کمینی نہیں ہوں کہ جو اپنے اوپر بھروسہ کرے، اس کے ساتھ دغا کروں۔۔۔ ہاں مہابیر اپنے من کی کرنے لگے۔ میری چھاتی پر مونگ دلے تو میں بھی اس کی چھاتی پر مونگ دلوں گی۔"(۱۵)

موپساں اور پریم چند دونوں کے افسانوں میں تانیثی شعور موجود ہے۔ موپساں کے ہاں یہ حوالہ انیسویں صدی کے وسط کا ہے۔ جب تانیثیت اپنے آغاز و ارتقاء میں تھی۔ پریم چند کے ہاں یہ حوالہ بیسویں صدی کا ہے۔ جو تانیثی رجحان کا دور تھا۔ عورت کے حق میں بے شمار ادب تخلیق کیا جا رہا تھا۔ موپساں کے افسانوں میں مغربی عورت کا تاثر اسی ڈارک ایج کی عورت ہے۔ جو اپنے لئے اپنے حق کے لئے بولنے کی ہمت نہیں رکھتی باوجود اس کے کہ تانیثیت کا آغاز ہی مغرب سے ہوا۔ جبکہ پریم چند کے افسانوں کی مشرقی عورت ایک مضبوط سماجی فرد کی حیثیت میں نظر آتی ہے۔ جو اپنے حق کے لیے کم از کم آواز ضرور اٹھاتی ہے۔ نتائج کبھی مثبت ہوتے ہیں اور کبھی منفی مگر موپساں کے افسانوں کی نسبت پریم چند کے افسانے کی مشرقی عورت زیادہ تانیثی شعور کی حامل نظر آتی ہے۔ موپساں تانیثی تناظر کے مختلف مندرجات کے تحت مسائل تو دکھاتے نظر آتے ہیں مگر پریم چند کی طرح اس کا ردّعمل مثبت یا منفی نقطہء نظر کی صورت میں نظر نہیں آتا۔ موپساں کے زمانے کی تانیثیت نے ایک خاص دور اور معاشرے میں تقویت پائی جبکہ پریم چند کے زمانے کی تانیثیت کا معاشرتی اور جغرافیائی و ثقافتی مزاج مختلف ہے۔ مگر اس کے باوجود عورت کے مسائل اور حقوق کے حوالے سے دونوں کے ہاں اشتراک و افتراق موجود ہے اور دونوں کی فکری نوعیت تانیثی شعور کی حامل ہے۔

حوالہ جات

۱-سید محمد عقیل رضوی، تانیثیت: ایک تنقیدی تھیوری، مشمولہ: تانیثیت اور ادب، مرتبہ: انور پاشا، عرشیہ پبلی کیشنز، دہلی، ۲۰۱۴ء، ص، ۱۷
۲-طاہر منصور فاروقی، ترتیب و انتخاب، موپساں کے بے مثال افسانے، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص، ۱۷۹
۳-ایضاً، ص، ۳۴۰
۴-ایضاً، ص، ۷۷
۵-ایضاً، ص، ۸۰
۶-ایضاً، ص، ۲۷۴
۷-شیما مجید، مرتب، کلیاتِ پریم چند، بک ٹاک، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص، ۶۹
۸-ایضاً، ص، ۷۰

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

۹-ایضاً، ص، ۷۳۴

۱۰-ایضاً، ص، ۷۴۲

۱۱-طاہر منصور فاروقی، ترتیب وانتخاب، موپساں کے بے مثال افسانے، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص، ۳۴۰

۱۲-شیما مجید، مرتب، کلیاتِ پریم چند، بُک ٹاک، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص، ۷۵۹

۱۳-ایضاً، ص، ۷۳۴

۱۴-ایضاً، ص، ۷۶۰

۱۵-ایضاً، ص، ۷۳۵